الفضل روزنامہ قادیان

یوم سہ شنبہ

جلد ۳۲ | ۲ ماہ ہجرت ۱۳۲۳ ہش | ۸ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ | ۲ مئی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۰۱

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ ہجرت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کل سے نقرس کے درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ اور سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ابھی تک علیل ہیں۔ نیز صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو بھی بخار ہے۔ آج صبح ٹمپریچر ۱۰۰ درجہ تک تھا۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔

"زمیندار" اسلام کو بدنام کرنیوالے فتنہ پردازوں کی حمایت میں

(۲)

"زمیندار" نے جماعت احمدیہ دہلی کے جلسہ کے موقع پر فتنہ و فساد برپا کرنے والوں۔ بدزبانی اور فحش گوئی سے کام لینے والوں اور اپنی بیہودہ حرکات سے اسلام کو بدنام کرنے والوں کی حمایت میں سب سے بڑی دلیل جو دی ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جو اسلام پیش کرتی ہے" وہ قادیانی اسلام ہے۔ اور حقیقی اسلام کی ضد ہے"۔ "پھر ایسے اسلام کا نام سنکر مسلمانوں کا پیمانہ صبر و شکیب کیوں نہ چھلکے"۔ (زمیندار ۲۶ اپریل) اسی بات کو دوہراتے ہوئے اسی پرچہ میں پھر لکھا ہے۔ "ایسے اسلام کا نام سنتے ہی مسلمانوں کے صبر و شکیب کا پیمانہ کیوں نہ چھلکے اور ایسے اسلام کو پھیلنے کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے"۔

قطع نظر اس سے کہ اسلام کو پھیلانے کے لئے ہمیں کسی کی اجازت دینے یا نہ دینے کی کوئی پروا نہیں۔ وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اجازت نہ دینے والوں کے شور و شر اور ناخنوں تک زور لگانے کے باوجود روز بروز نہ صرف ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں بلکہ دنیا کے کناروں تک پھیل رہا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا جبر و تشدد۔ ظلم و ستم۔ سفاکی اور بیرحمی کے ساتھ کسی کو اپنے عقاید کی تبلیغ و اشاعت سے روکنا اس اسلام کی تعلیم کے رو سے جائز ہے جس کا "زمیندار" کو ادعا ہے۔ اور لا اکراہ فی الدین۔ کہ دین کے بارے میں کسی قسم کا تشدد جائز نہیں۔ کا حکم خداوندی اس کے نزدیک منسوخ ہوچکا ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ اختلاف عقائد کی بنا پر فتنہ و فساد اور جبر و تشدد سے کام لینا اپنا حق سمجھنے والے نہ صرف اسلام کی صاف اور واضح تعلیم کو پس پشت ڈالنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے اس طریق عمل سے غیر مسلموں کی نگاہ میں اسلام کو جبر و تشدد کا مذہب قرار دیتے اور اسلام سے متنفر کرتے ہیں۔

"زمیندار" کی اس غیرت ملی اور جوش اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ اپنے اور فتنہ پرداز مسلمانوں کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس فقرہ کو ناقابل برداشت قرار دے رہا اور صبر و شکیب کا پیمانہ چھلکا دینے کا موجب بتا رہا ہے۔ کہ "میں قیام امن اور اسلام پھیلانے کیلئے آیا ہوں" ہم نے پوچھا تھا۔ کہ کیا یہ فقرہ "ستیارتھ پرکاش" کی ان ناپاک تحریرات سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ جن میں خدا تعالیٰ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلامی تعلیم کے متعلق انتہا درجہ کی فحش گوئی سے کام لیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اس فقرہ میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ کیا وہ ان تجاویز سے بھی زیادہ نقصان رساں ہے۔ جو گزشتہ ماہ دسمبر میں ہندو مہاسبھا نے امرتسر میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کے متعلق پاس کیں۔

اس کے جواب میں "زمیندار" (۲۷ اپریل) نے لکھا ہے:۔

"یہ دو طعنے ہیں تو غور طلب لیکن ان کا محل استعمال صحیح نہیں۔ ستیارتھ پرکاش واقعی دل آزار ہے۔ جب تک یہ گالیوں کی پوٹ موجود ہے۔ کوئی مسلمان مطمئن نہیں ہوسکتا۔ "زمیندار" حسب معمول اس کے خلاف جہاد کر رہا ہے۔ اور مجلس اتحاد ملت بھی حکومت پنجاب کے قابل مذمت رویہ کے باوجود ایثار و قربانی کی ہر راہ پر گامزن ہونے کے لئے تیار ہے۔ لیکن مسلم لیگ نے اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی ہیں۔ جس نے ستیارتھ پرکاش کے خلاف قرار داد تو منظور کر دی۔ لیکن کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ اگر مسلم لیگ کی کاغذی کارروائی مجلس اتحاد ملت کے جوش عمل پر حاوی نہ ہو جاتی۔ تو آج صورت حال ہی کچھ اور ہوتی۔ حکومت پنجاب کو اپنی آریہ نوازیوں کے باوجود "انٹی ستیارتھ پرکاش کانفرنس" کی راہ میں حائل ہونے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر ہزاروں مسلم لیگیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ اور لاکھوں جناح نچھاور ہوسکتے ہیں۔ اگر مسلم لیگ کی بے عملی کا یہی عالم رہا۔ تو مجلس اتحاد ملت اور زمیندار کو ستیارتھ پرکاش کے خلاف اس حرکت سے کام لینا پڑے گا جس کے زلزلہ فگن نتائج حکومت پنجاب کی آریہ نوازی کے لئے بھی باعث عبرت ہوں گے"۔

ہمارے دو اہم مطالبات کو "دو طعنے" قرار دے کر "غور طلب" تو سمجھا گیا ہے۔ لیکن ان کے جواب میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ باوجود ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے اس میں آئیں بائیں شائیں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ ایک طرف تو کہا گیا ہے۔ کہ "زمیندار سب سول ستیارتھ پرکاش کے خلاف جہاد کر رہا ہے"۔ اور کسی نام نہاد "مجلس اتحاد ملت" کو "ایثار و قربانی کی ہر راہ پر گامزن ہونے کے لئے تیار" بتایا ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ کہکر لُٹیا ہی ڈبو دی ہے کہ "مسلم لیگ نے اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی ہیں"۔ یہ بیڑیاں کتنی مضبوط اور کس قدر طاقتور ہیں۔ اس کا اندازہ "زمیندار" کے ہی ان الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ کہ مسلم لیگ کی کاغذی کارروائی مجلس اتحاد ملت کے جوش عمل پر حاوی" ہو گئی۔

اب غور فرمائیے۔ جن لوگوں کے ولولۂ جہاد اور جذبۂ ایثار و قربانی لیگ کی کاغذی کارروائی ملیامیٹ کر کے رکھ دے۔ وہ بھی کہیں منہ دکھانے کے قابل رہ جاتے ہیں۔ لیکن "زمیندار" کی ڈھٹائی ملاحظہ ہو۔ خود بیان کردہ ان حالات میں بھی دعوے یہ ہے۔ کہ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر ہزاروں مسلم لیگیں قربان کی جاسکتی ہیں۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ... قادیان ...

تعلیم الاسلام کالج قادیان

کے لئے ڈیڑھ لاکھ کی تحریک کے متعلق اس وقت تک ۳۰۵۹۰ روپے کے وعدے موصول ہوئے ہیں۔ جس میں سے ۱۱۱۵۷ روپے کی وصولی ہوئی ہے۔ احباب بہت جلد اپنے وعدے اور روپے بھیجکر بقیہ کمی کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

اور لاکھوں جناح نچھاور ہوسکتے ہیں۔ اگر مسلم لیگ کی بے عملی کا یہی عالم رہا۔ تو مجلس اتحاد ملت اور "زمیندار" کو ستیارتھ پرکاش کے خلاف اس حرکت سے کام لینا پڑے گا۔ جس کے زلزلہ افگن نتائج حکومت پنجاب کی آریہ نوازی کے لئے بھی باعث عبرت ہونگے"۔

یہ دن کب آئیگا۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ کبھی نہیں آئے گا۔ "زمیندار" اور اس کے متعلقین کی بے عمل زندگی کا ایک ایک لمحہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ "زمیندار" کے فضول اور بے نتیجہ سب دعوے ہمیں معلوم ہیں۔ "زمیندار" کا بگولے کی طرح اٹھنا اور جھاگ کی طرح بیٹھ جانا ہمارے علم میں ہے۔ اور ہم سالہا سال کے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ "زمیندار" میں اور اس کی مجلس اتحاد میں ستیارتھ پرکاش کے خلاف ایسی حرکت پیدا ہو جائے جس کے نتائج حکومت کے لئے زلزلہ افگن ہوں۔

خیال است و محال است و جنوں۔

جن لوگوں کی عملی حالت یہ ہو۔ جنہیں اس اسلام کی جس کے وہ مدعی ہیں۔ حفاظت کے لئے کسی تحریک کو کامیاب بنانے کی کبھی توفیق نہ ملی ہو۔ جن کے وہم و گمان میں بھی اشاعت اسلام کی کوئی تجویز نہ آتی ہو۔ جو مخالفین اسلام کی اسلام کے خلاف دن رات کی سرگرمیوں کو دیکھ کر ٹس سے مس نہ ہوتے ہوں۔ جو آئے دن اپنے میں سے سینکڑوں مردوں اور عورتوں کو مرتد ہو کر عیسائیوں اور آریوں کی آغوش میں جاتے دیکھ کر ذرا شرم محسوس نہ کرتے ہوں۔ وہ یہ اعلان سنکر کہ "میں قیام امن اور اسلام پھیلانے کے لئے آیا ہوں"۔ آپے سے باہر نہ ہوں۔ اور اُن کے صبر و شکیب کا پیمانہ چھلک نہ جائے تو اور کیا ہو "زمیندار" نے اس بات کا اعلان کر کے اپنی اور ان لوگوں کی جن کی فتنہ پردازی کی حمایت کرنے کے لئے وہ کھڑا ہوا۔ اسلام دوستی کی حقیقت ظاہر کر دی ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ ایسے دوستوں کی موجودگی میں کسی بد تر سے بد تر دشمن کی دشمنی کا کیا گلہ ہو سکتا ہے۔

آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی طرف سے

مولوی ثناء اللہ صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہل حدیث کے پرچہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۴ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے خاکسار کو مخاطب کر کے ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ انہیں میرے عقائد کا علم ہے۔ لیکن پھر بھی وہ چاہتے ہیں۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بابت مصلح موعود کے متعلق جماعت احمدیہ کے دلائل اور مولوی صاحب کے دلائل کا موازنہ کر کے محض ان دلائل کی بناء پر فیصلہ دوں کہ کونسا فریق حق پر ہے۔ مولوی صاحب کی غرض اس دعوت سے صرف اس قدر تو ہو نہیں سکتی۔ کہ وہ اپنے دلائل پر مجھے غور کرنے کا موقعہ مہیا کریں۔ کیونکہ اگر یہی غرض ان کے پیش نظر ہو۔ تو یہ تو اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے دلائل مجھے بھیجدیں۔ اور میں اپنے طور پر ان پر غور کر لوں۔ مجھ سے دلائل کی بناء پر فیصلہ چاہنے کی غرض تو یہی ہو سکتی ہے کہ اس فیصلہ کی بناء پر کسی تنازعہ یا قضیہ کو ختم کیا جائے۔ اور فریقین یا ان میں سے کسی کو پابند کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کو تو مجھ سے ایسے کسی فیصلہ کی احتیاج نہیں اور نہ انہوں نے مجھ سے ایسا فیصلہ طلب کیا ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو میرے فیصلہ پر اعتماد ہے۔ اور وہ اپنے تئیں اس کا پابند کرنے کو تیار ہیں۔ تو میں اُن کی طرف سے یہ اعلان ہونے پر انشاء اللہ جس قدر وقت ضروری ہوگا۔ فریقین کے دلائل پر غور کرنے کے لئے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے محض ان دلائل کی بناء پر فیصلہ صادر کرنے کے لئے تیار ہونگا۔ اور اگر مولوی صاحب کی یہ غرض نہیں۔ یا انہیں میرا فیصلہ قبول کرنے میں کوئی تامل ہے۔ تو پھر محض ایک مشغلہ کے طور پر انکا میرے وقت کا طالب کرنا کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ والسلام

خاکسار ظفر اللہ خان

مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کیلئے دُعا کرتے رہیں

مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کے متعلق بذریعہ ڈاک دہلی سے جو تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہیں سر میں شدید درد رہتا ہے۔ اور کسی وقت بخار بھی ہو جاتا ہے۔ کمزوری بھی ہے۔ گو بفضل خدا پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب ان کی صحت و عافیت کیلئے خاص طور پر دُعا کرتے رہیں۔

بجٹ سب کمیٹی کا اجلاس

قادیان یکم ماہ ہجرت۔ گزشتہ مجلس مشاورت کے ۹ رماہ شہادت کے اجلاس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بجٹ پر غور کر کے مشورہ دینے کے لئے جو سب کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ کل ۴½ بجے سے ۸½ بجے شام تک اس کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ ناظر صاحبان کے علاوہ حسب ذیل اصحاب شریک ہوئے۔

(۱) حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب صدر (۲) جناب شیخ عبدالحمید صاحب لاہور سکرٹری (۳) جناب ملک غلام محمد صاحب قصور (۴) جناب میاں غلام محمد صاحب اختر دہلی (۵) جناب خان بہادر نواب محمد الدین صاحب (۶) جناب پیر اکبر علی صاحب فیروز پور (۷) خان بہادر چودھری نعمت خاں صاحب بیگم پور ہوشیار پور۔

جناب قاضی محمد اسلم صاحب۔ جناب چودھری علی محمد صاحب اور جناب چودھری عطاء محمد صاحب ممبران سب کمیٹی اپنی مجبوریوں کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ صدر انجمن احمدیہ کے صیغوں کی مختلف مدات کے اخراجات پر غور کیا گیا۔ اور سب کمیٹی کے مشورہ کے بعد حضور نے ۴۵-۱۹۴۴ء کا بجٹ اخراجات منظور فرمایا۔ سب کمیٹی کا اجلاس درمیان میں تھوڑی دیر نماز عصر کے لئے ملتوی کیا گیا۔ سب احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناشتہ کی دعوت دی۔

دین کیلئے بچوں کو وقف کرنا

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے تحریک فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے گزشتہ مجلس مشاورت کے دوران میں فرمایا۔

"دین کیلئے بیٹوں کو وقف کرنا اہم ذمہ واری ہے۔ جسمیں جماعت نے اب تک بہت غفلت سے کام لیا ہے"

کیا آپنے اس ذمہ واری کو ادا کرتے ہوئے اپنے بچے کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو اب توقف نہ کریں۔ (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنیوالوں کو ضروری اطلاع

خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والے احباب انٹرویو کیلئے قادیان آنے کی خاطر بالکل تیار رہیں جن کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے وہ فوراً ہی تشریف لے آئیں۔ انشاء اللہ انکو جلد ہی بلایا جائے گا۔

انچارج تحریک جدید قادیان

حضرت آپا جان اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی رحلت

خدائے تعالےٰ کی جماعتیں جہاں اس دنیا میں عظیم الشان انعامات کی وارث بنتی اور انہیں ایسے بلند ترین مقامات پر سرفراز کیا جاتا ہے۔ کہ جن کو دیکھ کر اغیار کی آنکھیں حیرت و استعجاب سے کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ وہاں خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی مزید آزمائش اور ان کے ایمانوں کو زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے ایسے صبر آزما ابتلا بھی آتے ہیں۔ جو ان انعامات سے کم وقیع نہیں ہوتے۔

اب اسی حکمت الہیہ کے ماتحت ایک طرف تو رب العزت نے اپنے پیارے بندے اور ہمارے محبوب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو جن کے لبوں کی خفیف سی جنبش سے جماعت احمدیہ کے قلوب فرحت و انبساط کے جذبات سے مملو ہو جاتے ہیں مصلح موعود کے مہتم بالشان منصب پر سرفراز فرمایا۔ اور دوسری طرف ابتلاؤں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تا جماعت زیادہ خشوع و خضوع زیادہ سے زیادہ انابت الی اللہ کے اظہار کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کی بارگاہ در بار کت حکمتوں پر جو انسان کے ناقص فہم اور ادراک سے بالاتر ہیں راضی ہو کر اور اپنی کمزوری و بے بسی پر اس کی بارگاہ عالی سے استعانت طلب کرے۔

حضرت سیدہ ام طاہر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات کا سانحہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد و بشر کے لئے نہایت ہی دردناک تھا۔ کیونکہ آپ مکارم اخلاق کا حقیقی مثالی مجموعہ تھیں۔ جماعت کا ہر فرد آپ کے ان اوصاف کا تہ دل سے مداح تھا۔ پھر طبقہ نسواں کو آپ کے محاسن کی وجہ سے آپ کے ساتھ جو محبت و والہیت اور عشق تھا وہ بیان سے باہر ہے۔ وہ مجسمہ تھیں نیکی کا وہ نمونہ تھیں حسن اخلاق کا۔ وہ رأفت و شفقت محبت و سخاوت کا بحر بیکراں تھیں۔ ان کے دم قدم سے رونقیں تھیں۔ خاندان نبوت میں، عورتوں کے جلسوں میں شادی بیاہ کی مسرت بھری تقریبوں میں وہ زمانہ میں رأفت و محبت کا پیام بن کر آئی تھیں انہیں صرف ایک تڑپ تھی۔ جو ہر وقت انہیں بے قرار رکھتی تھی۔ کہ جماعت مکارم اخلاق کا اعلےٰ نمونہ بن جائے۔ اور اس معیار پر گامزن ہو جائے۔ جہاں حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ الودود اسے لے جانا چاہتے ہیں۔ ایسے قیمتی اور بابرکت وجود کا اٹھ جانا بے تاب کر دینے والا صدمہ تھا۔

لیکن ابھی یہ تازہ ہی تھا۔ کہ جماعت پر ایک اور نہایت ہی بیش قیمت اور گراں مایہ وجود کی رحلت کا بوجھ پڑ گیا۔ کسے خیال تھا۔ کہ احمدیت کا وہ درخشندہ اور ضوفشاں ستارہ جو حسب معمول دینی خدمات میں پوری سرگرمی سے مصروف تھا۔ جو تبلیغی جلسہ کا پروگرام بناتے۔ اور اس کی صدارت کے فرائض سرانجام دینے جا رہا تھا۔ جو اپنے متبسم چہرہ شفقت بھری نظروں مقبول انداز تخاطب اور کوہ وقار نسب کے ساتھ ہم میں رونق افروز تھا۔ اس قدر جلد ہم سے جدا ہو جائیگا۔ وہ عظیم الوقار وجود جس کے پاس دم بھر کے لئے بیٹھ جانے سے غمگین دل اور پژمردہ چہرے کھل جاتے تھے۔ وہ علوم و معارف کا بحر مواج جس کا پرحکمت کلام ذہنی ارتقاء کا موجب تھا۔ وہ روشن دماغ ہستی جو مغلق مسائل اور پیچیدہ مضامین کو سلجھانے میں ید طولےٰ رکھتی تھی۔ وہ بہترین محدث جس کی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ رسول عربی (فداہ امی و ابی) کے مقدس حالات زندگی کا ذکر تھا۔ اور اپنے پرشوکت طرز بیان سے سامعین کو اپنے سحر نواز نغمول سے مسحور کر لیا کرتا تھا۔ وہ جس کے حدیثی نکات سنکر مومن کا دل روحانی خیالات کی آماجگاہ بن جاتا تھا۔ وہ تبحر عالم اور قادر الکلام مقرر جس کے عام فہم سلیس اور واضح طرز استدلال پر بڑے بڑے عالم انگشت بدنداں ہو جاتے تھے وہ کوہ وقار وجود اس [illegible] بھی اخلاق و آداب کی چلتی پھرتی تصویر تھا جس کی زندگی کا مقصد یتیموں بیواؤں۔ ناداروں اور بے کسوں کی خدمت میں اپنی زندگی کے عزیز ترین لمحات قربان کرنا تھا۔ وہ متوکل اور درویش صفت بزرگ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمتگزاری کے مقابلہ میں اپنے آرام کی ذرہ بھر پروا نہ کرتے ہوئے مہمان خانہ کے ایک کونہ میں ڈیرہ ڈالے رکھا۔ اور آخر جان بھی اپنے مکان کی بجائے صدر انجمن کے مہمانخانہ میں ہی دی۔

آہ وہ شاندار انسان جس کی پیشانی پر کبھی کسی نے بل تک نہ دیکھا۔ جو ہر ایک کا خندہ پیشانی اور متبسم چہرہ سے استقبال کرتا ہر ایک کے لئے اپنے دل میں درد رکھتا۔ اور ذرہ سی غمناک بات پر اشکبار ہو جاتا۔ ہمارے دلوں کو حزیں بنا کر اپنے مولا سے جا ملا۔

حضرت میر صاحب کے وجود مبارک سے رونق ہوا کرتی تھی مہمانخانہ میں رونق ہوا کرتی تھی مذہبی جلسوں میں رونق ہوا کرتی تھی پر مسرت تقریبات میں لاریب آپ ایک محبت شعار اور ملنسار وجود تھے۔ دار الشیوخ کے یتیم بچوں نے آپ کی محبت بھری نظروں اور شفقت بھری باتوں کی وجہ سے کبھی نہ جانا تھا۔ کہ وہ یتیم ہیں۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہمارا باپ ہم میں موجود ہے۔ حقیقت میں آج وہ یتیم ہو گئے اور ان کے سر سے ایک شفیق باپ کا سایہ اٹھ گیا۔

مدرسہ احمدیہ کو حضرت میر صاحب نے اپنی ان تھک کوششوں اور قابل تحسین مساعی کے ساتھ تحت الثریٰ سے اٹھا کر اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ اور بچوں میں ایک برقی روح عمل بھر دی۔ اور ان میں احمدیت کے وہ حقیقی جوہر پیدا کئے۔ جو ان کی اخروی فلاح و بہبودی کا بہترین سرمایہ ہیں۔ آج اس کے طلباء بھی اشکبار ہیں۔ کہ ہمارا مربی و محسن اور ہمارا مشفق باپ ہم سے جدا ہو گیا۔ وہ رسول پاک کی محبت کا متوالا آپ کا اسم مبارک لب پر آتے ہی رقت آمیز انداز بھرائی ہوئی آواز میں اشکبار ہو کر درود پڑھنے والا عاشق وہ عاشق رسولؐ کہ اپنے مولےٰ کے ذکر پر اس کی زبان اس کے نطق کے بوسے لیا کرتی تھی۔ اب ہمارے لئے خاموش ہو گیا۔

جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ لیکن ان عظیم القدر اور پیارے وجودوں کی وفات کے سانحے ہیں بہت سے سبق سکھاتے ہیں۔ زمانہ کے نازک حالات اور اس کی کروٹیں ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بتا رہی ہیں۔ کہ آنے والے خطرناک واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم بھی محمد اسحٰق ثانی بنو اور ویسی صفات پیدا کرو۔ ان کے نقش قدم پر چل کر ایسا نمونہ دکھاؤ۔ کہ خدا کی بارگاہ میں قبول کئے جاؤ۔ اور جب تمہارے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آئے۔ تو خدا کے پیارے مسیح موعود کی فوج کے کامیاب سپاہی بن کر اپنے فرائض پوری طرح سرانجام دو۔ تاکہ جب تمہارے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آئے تو تمہارے متعلق بھی اسی قسم کے جذبات پیچھے رہنے والوں کے دلوں میں موجزن ہوں۔ خاکسار۔ ملک نذیر احمد ریاض مولوی فاضل مقیم دہلی

احباب کی آگاہی کیلئے

اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرمی سید حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری بفضلہ تعالےٰ رو بہ صحت ہیں۔ مرض کا ایک حد تک ازالہ ہو چکا ہے۔ لیکن ضعف موجود ہے۔ علاج تو میں کر رہا ہوں احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ڈاکٹر بشیر احمد شاد کانپوری

تقرر عہدہ داران

آئندہ کے لئے مکرمی سلطان بخش صاحب کی بجائے امین اور میاں فضل حسین صاحب کی جگہ میاں محمد حسین صاحب کو سکرٹری مال و محاسب جماعت احمدیہ کلر کہار ضلع جہلم مقرر کیا جاتا ہے۔ ناظر بیت المال

زبان عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کے خلاف ایک غیر مسلم کے اعتراضات پر نظر (۳)

تیسری دلیل

وہ زبان جو ام الالسنہ ہو۔ اس کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر چیز کو وہی نام دے۔ جو اس چیز کی صفات کے مطابق ہو۔ مثلاً سورج کے لئے وہ نام وضع کرے۔ جس سے سورج کا روشن ہونا ثابت ہو۔ مگر جو زبان اُس کے برعکس ہو۔ وہ ام الالسنہ کیا کسی عقلمند کی بنائی ہوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ سبھی مذاہب مانتے ہیں۔ کہ خداوند عالم غیر محدود یعنی سرو دیا پک ہے۔ اور تمام کی تمام صفاتِ حسنہ اس میں کامل واتم طور سے پائی جاتی ہیں۔ عربی نے اس ذات پاک کو "اللہ" نام دیا۔ جس کے معنے جامع جمیع صفات کاملہ کے ہیں۔ ایسے ہی اور نام دئے۔ جن سے اس کا ہر جگہ موجود ہونے والا اور عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ذرا سنسکرت کو دیکھئے۔ ویدوں میں خدا تعالےٰ کا نام "پُرنش" آتا ہے (یجروید رگوید) اس کے معنے ہیں "دیہات میں سونے والا" (پُرِی شیتے اس کی تفصیل ہے) حالانکہ وہ غیر محدود اور ہمیشہ جاگنے والی ہستی ہے۔ اور دیکھئے دوسرا نام سنسکرت نے خدا تعالےٰ کو "نر" دیا ہے۔ اس کے معنے ہیں۔ "نہ دینے والا" حالانکہ اللہ تعالےٰ بہت دینے والا ہے۔ اب دیکھئے کہ کسی بڑے بادشاہ کو ایک آدمی تو کہتا ہے۔ "اے ملک اور خزانوں کے مالک بادشاہ سلامت" مگر دوسرا اسی بادشاہ کو کہتا ہے۔ "او بھوکے فقیر"۔ تو ان دونوں میں سے کونسا عقلمند اور سچا ہے۔ لامحالہ پہلے کو ہی عقلمند اور سچا کہیں گے۔ ایسے ہی سنسکرت زبان جو کہ خدا تعالیٰ کو دیہات میں سونیوالا اور بخیل بتاتی ہے۔ اس کا اُمّ الالسنہ ہونا تو الگ رہا کسی عقلمند کی بنائی ہوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ مجھے پروفیسر چیتن دت صاحب کی حالت پر رحم آرہا ہے۔ کہ انہوں نے دعویٰ تو "ہادی برحق" ہونے اور "زبانوں کا مالک" ہونے کا کر دیا۔ مگر الفاظ کا خون کرتے ہوئے ذرا نہ شرمائے۔ وہ مقدس انسان جس کے علم کا سکہ دوستوں اور دشمنوں پر بیٹھا ہوا ہے جس کے مخالف باوجود عالم ہونے کے اس کے سامنے آنے سے خوف کھاتے تھے۔ آپ اس بحر العلوم کے متعلق کم علمی وغیرہ کے لغو اور سراسر جھوٹے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

چوتھی دلیل

پھر وہ زبان جو کہ ام الالسنہ ہونے کی مدعی ہو۔ ضروری ہے۔ کہ اس کے مفردات اتنے زیادہ اور مکمل ہوں۔ کہ وہ باریک سے باریک خیالات اور حالتوں کا نقشہ کھینچ سکیں۔ مثلاً ایک ہی کام کرنا ہے۔ اس کے مطلق ہونے کی حالت علیحدہ ہے۔ جلدی مارنا۔ زور سے مارنا۔ دوڑ کر مارنا۔ وغیرہ وغیرہ مقیّد حالتیں علیحدہ ہیں۔ یہی حالت اسماء کی ہے۔ کہ ایک ہی نوع کے افراد بوجہ اوصاف کے مختلف ہونے کے مختلف حالتوں کے ہوتے ہیں۔ مثلاً آپ گھوڑے کو ہی لے لیں۔ کوئی تیز رفتار ہوتا ہے۔ کوئی سست۔ کوئی پتلی کمر والا ہوتا ہے۔ کوئی برعکس وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ام الالسنہ وہی زبان ہو سکتی ہے۔ جو ان سب ضروریات کے لئے ایسے مفردات پیش کرے۔ جن سے ان سب حالتوں کا پتہ لگ سکے۔ اس معیار کے رو سے بھی عربی زبان ہی ام الالسنہ ثابت ہوتی ہے۔ سنسکرت ہرگز ہرگز ام الالسنہ نہیں ثابت ہو سکتی۔ کیونکہ اس کے مفردات بہت کم اور بالکل بے ڈھب ہیں۔ نمونہ کے لئے یہ چند الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔

	عربی	سنسکرت
(۱) (مطلق) اس نے قتل کیا تھا۔	قَتَلَ	اودھیت
(۲) اُس نے جلدی سے قتل کیا	ھَاتَّ (اسرع فی القتل)	×
(۳) وہ تیار ہو کر اس پر جا پڑا۔ اور اُسے قتل کر دیا۔	ذَفَفَ علیہ	×
(۴) اس نے اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے قتل کیا	ھَکَبَرَ	×

	عربی	سنسکرت
(مطلق) وہ مرگیا	مَاتَ	امریت
وہ خون کے بہنے سے مرگیا	شَاطَ	×
(مطلق) وہ غصے میں آیا	غَضِبَ	اُکپیت
وہ بہت زیادہ غصے میں آیا	حَمِيَ (اشتدّ غضبہ)	×

اب اسماء کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

	عربی	سنسکرت
(مطلق) گھوڑا	خیل	اشو
سفید سر والا گھوڑا	غشواء	×
معمولی تیز رفتار گھوڑا	اَلفلتُ	×
پتلے جسم والا گھوڑا	قُبّ۔ ضامر	×
ایسا گھوڑا جس کے سب اعضا خوبصورت ہوں	مطہّم	×
شریف النسل گھوڑا	حصان	×
سرخ وسفید رنگ کا گھوڑا	کمیت	×
کم بالوں والا گھوڑا	منجرد	×
بہت ہی تیز رفتار گھوڑا	طرف۔ جواد	×
(مطلق) اونٹنی	ناقۃ	اُشٹری
حاملہ اونٹنی	لَقحۃ	×
دُبلی اونٹنی	ضَامِرۃ	×
کچھ تیز رفتار اونٹنی	نجاۃ	×
بہت تیز رفتار اونٹنی	اَلْھوجاء	×
شریف النسل اونٹنی	نجیبۃ	×
کم دودھ والی اونٹنی	غارز	×
سفید منہ والی اونٹنی	الھجان	×

الفاظ تو اور بھی بہت سے ہیں۔ مگر بخوف طوالت انہی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ ورنہ صرف اونٹ کے بوجہ اس کی مختلف صفات کے سو سے زیادہ نام عربی زبان میں آتے ہیں۔ ایسے ہی تلوار وغیرہ اور اشیاء کے بھی بیسیوں نام عربی زبان پیش کرتی ہے۔ اور لطف یہ کہ ان میں سے ہر ایک نام اپنے مسمّٰی کی ایک ایسی خاص صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ جسے اس کا دوسرا نام ظاہر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منن الرحمٰن میں عربی کی جو پانچ امتیازی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے پہلی یہ لکھی ہے۔

"عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں۔ دوسری لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔" (منن الرحمٰن صنا)

پروفیسر صاحب نے حضرت اقدسؑ کے ان زبردست دلائل کی طرف تو توجہ نہ کی۔ اور الفاظ کی آڑ لے کر ان پر اعتراض کرنے شروع کر دئے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ "میں نے منن الرحمٰن کی تردید کی ہے۔" مگر میں اُن سے اور باقی تمام ہندو ودوانوں سے علی الاعلان کہتا ہوں۔ کہ منن الرحمٰن کی تردید کرنے والا نہ کوئی پیدا ہؤا اور نہ پیدا ہوگا۔ اگر کسی کو اس میں شبہ ہو۔ تو مرد میدان بنے۔ اور ان دلائل کو توڑے۔ جو حضور انور نے عربی کے ام الالسنہ ہونے کے متعلق دئے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے اس کتاب میں اعلان کیا ہے۔ کہ "منن الرحمان کی مکمل تردید جلد ثانی میں ہوگی۔" اگر وہ کتاب چھپ گئی ہو۔ تو بذریعہ وی پی مجھے فوراً ارسال فرما دیں۔ محض بفضل خدا ہم تصدیق منن الرحمان میں ان بے دلیل اور ہوائی باتوں کی مکمل تردید کریں گے۔ اور ساتھ ہی تفصیل کے ساتھ یہ بتائینگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کس قدر زبردست ہیں۔ اور کم از کم عربی زبان کی بیس۲۰ امتیازی خوبیاں اور سنسکرت زبان کی اس کے مقابلے میں بیس۲۰ اصولی خامیاں بیان کر کے بتا دیں گے۔ کہ ام الالسنہ محض عربی زبان ہی ہے سنسکرت ہرگز نہیں۔ یہ مضمون مفصل طور سے رسالہ تصدیق منن الرحمٰن میں بفضل خدا بیان ہوگا۔

خاکسار چتروید ی ناصر الدین عبداللہ قادیان۔

تفسیر کبیر جلد اول

تفسیر کبیر کی جلد اول جو پہلے پارہ سے شروع ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ جلد صفحہ ۵۱۲ تک چھپ چکی ہے اور پہلے پارہ کے ۸ رکوع کی تفسیر مکمل ہو چکی ہے۔ نواں رکوع شروع ہے۔ اس کے بعد بوجہ بیماری و دیگر مصروفیات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ [illegible] احباب دعاؤں کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ [illegible]

حضرت قبلہ شیخ قطب الدین احمد صاحب قریشی کے مختصر حالاتِ زندگی

(۱)

حضرت قبلہ شیخ قطب الدین احمد صاحب انبالہ چھاؤنی میں پیدا ہوئے۔ اور وہاں کے مشن سکول میں تعلیم حاصل کی۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس سکول میں پادری باسٹن صاحب ہمارے استاد تھے۔ جو لڑکا انجیل میں اچھے نمبر لیتا۔ اُسے پادری صاحب انعام دیتے۔ گو مجھے انجیل بہت اچھی آتی تھی۔ مگر پادری صاحب کے لیکچروں کا کبھی مجھ پر اثر نہ ہوا۔ ایک دفعہ میرے ایک ہم جماعت سے میرا کچھ تنازعہ ہو گیا۔ اس نے انتقام لینے کے لئے پادری صاحب سے شکایت کردی۔ کہ قطب الدین کہتا ہے۔ یسوع مسیح کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا تھا۔ اس پر پادری صاحب آگ بگولہ ہو کر مارنے پیٹنے لگ گئے۔

قبلہ ام فرماتے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب حضرت میر ناصر نواب صاحب انبالہ چھاؤنی میں نہر کے دفتر میں ملازم تھے۔ اور اکثر شام کو حضرت قبلہ کے دادا شیخ وارث علی صاحب سے ملنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔

اس کے بعد کے شملہ کے واقعات حضرت قبلہ نے مجھے یُوں بتائے۔ کہ جب والد ماجد شیخ کریم اللہ صاحب مرحوم کو وائسرائے کی کوٹھی اور ریلوے وغیرہ کے ٹھیکے ملے۔ تو وہ مجھے اپنے ساتھ شملہ لے گئے۔ اور ایم۔ بی سکول میں داخل کرادیا۔ جب ہم شام کو گھر واپس آتے۔ تو مال روڈ پر جا بجا پادریوں کے سٹیج لگے ہوتے۔ جو مذہب اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام کے خلاف کھلم کھلا بدزبانی کرتے۔ مگر کسی مولوی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوتی۔

شملہ میں اس وقت مسلمانوں کا بہت عروج تھا۔ مال روڈ کی کل جائداد مسلمانوں کی ملکیت تھی۔ چونکہ دادا جان ایک بڑے رئیس تھے۔ اور حد سے زیادہ متقی بھی۔ اس لئے بڑے بڑے رؤسا شام کو روزانہ ان کے پاس آتے۔ نیز ہندوستان کے مختلف حصوں سے آنے والے مسلمانوں کے سربرآوردہ اصحاب بھی وہیں قیام پذیر ہوتے۔ قبلہ ام فرماتے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ بھی ہمارے ہاں آیا کرتے۔ اور ہم اُن کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔

۱۹۳۰ء میں ایک ذکر میں دادا صاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ میں قطب الدین شملہ میں پڑھتا تھا۔ اس وقت براہین احمدیہ پہلی بار چھپ کر شملہ پہنچی۔ تو مَیں نے دس کاپیاں ۵۰۰ روپیہ میں خرید کر کے اپنے دوستوں میں تقسیم کی تھیں۔ قبلہ دادا صاحب فرماتے۔ کہ اس وقت کے رؤسا میں سے ایک شخص منشی فخرالدین صاحب بھی تھے جو میرے بڑے دوست تھے۔ ایک کاپی میں نے ان کو دی۔ اور ایک الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ کو اگلے دن شام کو جب مجلس لگی۔ اور میں نے دوستوں سے دریافت کیا۔ کہ اس کتاب کی بابت کیا رائے ہے۔ تو منشی فخرالدین صاحب نے جواب دیا۔ "یہی ہے وہ ناصر الدین جو مذہب اسلام کو دوبارہ زندہ کرے گا۔" الٰہی بخش نے کہا۔ اس کتاب کو پڑھنے سے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کریگا۔"

حضرت قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے اس زمانہ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ رات کو آسمان پر بے شمار ستارے اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر ٹوٹ کر جاتے۔

ہمارے اسی مال روڈ والے مکان میں قبلہ والد صاحب کی ملازمت کا سلسلہ شروع ہوا۔ مہاراجہ راجندر سنگھ والیٔ ریاست پٹیالہ ان دنوں نئے نئے گدی نشین ہوئے تھے۔ وہ شملہ میں تشریف لائے تو دادا صاحب نے ان کی شاندار دعوت اسی مکان میں کی۔ اور تقریباً بیس ہزار روپیہ صرف کر دیا۔ مہاراج نے خوش ہو کر دادا صاحب کو نظامت پیش کی۔ مگر ان کے انکار کرنے پر حضرت والد صاحب کا ۱۰۰ روپیہ ماہوار مقرر کر دیا۔

۱۸۹۲ء میں والد صاحب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کی خدمت میں بطور اے۔ ڈی۔ سی حاضر ہوگئے۔ اور اسی سال کے اخیر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ عجیب حسن اتفاق ہے۔ کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے ماننے والے تھے۔ وہ عموماً ریاستوں کے رہنے والے تھے۔ مثلاً پٹیالہ۔ مالیر کوٹلہ کپورتھلہ۔ جموں وغیرہ وغیرہ میں۔

والد صاحب مہاراج راجندر سنگھ کی وفات تک اُن کے ساتھ رہے اور دیانتداری اور دینداری سے زندگی بسر کی۔ اور باوجود بڑی بڑی آزمائشوں کے کسی موقع پر ان کا قدم نہ ڈگمگایا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مہاراج صاحب کے ساتھ میں کرکٹ اور شکار میں تو شامل ہو جاتا۔ مگر دوسرے مشغلوں سے پرہیز کیا کرتا تھا۔ اور حرام حلال کے خیال سے شاہی باورچی خانہ سے کھانا بھی نہ کھاتا۔ نہ ہی کبھی سوال کرتا۔ خوشی کے موقعوں پر دوسرے لوگ ڈی۔ سی سوال کر کے بڑی بڑی جاگیریں اور رقمیں حاصل کر لیتے۔ مگر میں نے ساری زندگی میں مہاراج سے کبھی سوال نہ کیا۔ مہاراج فرمایا کرتے تھے۔ کہ "مسلا کبھی سوال نہیں کرتا۔ باقی سب مانگتے رہتے ہیں۔"

قبلہ ام فرمایا کرتے۔ کہ میری خودداری اور دیانتداری کا بہت بڑا اثر تھا۔ چنانچہ مہاراج جب کبھی بمبئی یا کلکتہ سپیشل میں جاتے یا شکار میں ہوتے۔ تو مجھے خود پھل عنایت فرمایا کرتے۔ اور ملازموں سے فرماتے۔ "دیکھو یہ مسلا سوال نہیں کرتا۔ اور نہ ہی ہمارے باورچی خانہ سے کھانا کھاتا ہے۔ اس کا بہت خیال رکھا کرو۔"

مہاراجہ راجندر سنگھ کی وفات کے بعد والد صاحب پولیس کے محکمہ میں داخل ہوگئے۔ اور ہمیشہ کمال دیانتداری اور خدا ترسی سے کام کرتے رہے۔ ایک دفعہ ان کے ایک ماتحت افسر نے ایک شخص کو گرفتار کر کے اس کا چالان مرتب کیا۔ والد صاحب کو تحقیق کے بعد معلوم ہوا۔ کہ مقدمہ دشمنی کی بنا پر بنایا گیا ہے۔ انہوں نے ملزم کو چھوڑ دیا۔ اور چالان پھاڑ دیا۔ مدعی نے اُوپر شکایت کی۔ مگر افسران بالا نے کہا۔ کہ ہم قطب الدین کو خوب جانتے ہیں۔ وہ نہایت نیک۔ اور دیانتدار آدمی ہے۔ اگر اس نے تمہارا مقدمہ خارج کر دیا۔ تو ہم نے بھی کر دیا۔

خاکسار کو یاد ہے۔ کہ جب کبھی اُن کے افسران میں سے کوئی ہمارے ہاں ملنے آتا۔ تو کہا کرتا کہ "ہمارے ولی اللہ کہاں ہیں۔ اُن کو بلاؤ۔"

حضرت والد صاحب میں ہمدردی اور رحمدلی کا مادہ کمال درجہ کا تھا۔ بازار میں جب کوئی محتاج ملتا۔ تو دل پگھل جاتا۔ اور جو کچھ جیب میں ہوتا۔ نکال کر دے دیتے۔ بیماروں اور ہمسائیوں سے بہت ہمدردی کرتے۔ محلے کے بچوں سے بہت شفقت سے پیش آتے۔ حتیٰ کہ جانوروں سے بھی کمال محبت سے پیش آتے تھے۔ غالباً ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔ خاکسار ابھی قادیان پڑھنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ ہمارے تھانہ کے قریب ایک کتیا نے بچے دے رکھے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ اور بچے سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ والد صاحب ان کی آواز سنکر رات کو اُٹھے۔ چائے تیار کی۔ کتیا اور اسکے بچوں کو جا کر پلائی۔ اور ایک پرانی کمبل پر ڈال آئے۔ (ضیاء الدین احمد قریشی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل۔ قادیان)

(باقی دارد)

مجلس مشاورۃ کا ایک اہم فیصلہ

پچھلے سال مجلس مشاورت میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہر سکرٹری مال ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں ایک فہرست بھیجا کرے۔ کہ فلاں فلاں موصی نے اتنی رقم فلاں تاریخ کو ادا کر دی ہے جو فلاں تاریخ کو فلاں کوپن نمبر کے ماتحت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو چکی ہے۔ ایسی موصی کا نام و نمبر وصیت ہونا از حد ضروری ہے۔ اس فیصلہ کی تعمیل میں سکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ ایسی فہرست بنا کر ارسال فرمادیں۔

مولوی محمدؐ علی کے اعتراض کی زد اپنے مُرشد پر

پیغام صلح مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۴۴ء میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک خطبہ چھپا ہے۔ جس میں بہ عنوان "میاں صاحب سے ہمارے ایک نوجوان کا استفسار" مولوی صاحب نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ہمارے ایک عزیز احمد کے سوال پر میاں صاحب نے فرمایا کہ کسی کو مسلمان بنانے کے لئے علاوہ کلمہ شریف کے مرزا صاحبؑ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ اس پر نوجوان نے کہا کہ پھر کلمہ میں ترمیم کرنی چاہیئے۔ اس سلسلے میں یہ واضح کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ:-

مولوی محمد علی کے اس اعتراض کی زد انکے اپنے مرشد مولانا نورالدینؓ پر پڑتی ہے۔ ایک دفعہ مولانا نورالدین رضؓ نے اپنے درس میں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ "رسلہ" پر پہنچکر فرمایا کہ بس یہیں سے ہم میں اور غیر احمدیوں میں اختلاف شروع ہو جاتا ہے (گویا اختلاف اولی ہے فروعی نہیں) اس تفسیر پر لاہور کے اسلامی پریس میں تہلکہ مچ گیا۔ اور مسلمان ایڈیٹروں نے مولانا نورالدین رضؓ کو مخاطب کرکے پرزور اپیل کی کہ اسلامی وحدت پہلے بھی شکستہ ہے آپ یہ نیا تبر اسلامی وحدت پر نہ چلائیں اور اسلام پر رحم کریں اور اپنا فقرہ واپس لیں خواجہ کمال الدین مرحوم نے بھی لوگوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر کی نرم تاویل لکھ کر شائع کی مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنی بات سے ہرگز نہ ہٹے ان دنوں مولوی محمد علی صاحب مولانا نورالدینؓ کے پہلو میں موجود تھے۔ مگر انہوں نے اپنے مرشد کی اس تفسیر پر چون چرا تک نہ کی۔ اب اس رنگ میں اعتراض کرنا کہ خلیفہ ثانی اس عقیدہ کے موجد ہیں سراسر خلاف واقعہ ہے

جماعت کے اندرونی اختلاف کا صحیح مابہ النزاع مسئلہ خلافت ہے۔ مگر مولوی محمد علی اس طرف نہیں آتے۔ اور لوگوں میں نفرت پھیلانے کی نیت سے مسئلہ نبوت کو ایک حیلہ بنا رکھا ہے۔ مولوی صاحب نے مامور کی وفات پر غیر مامور خلیفہ اول کے ہاتھ پر مکرر بیعت کی۔ اور ان کو اپنا واجب الاطاعت خلیفہ مانتے رہے۔ مگر خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر اس مذہب سے پھر گئے۔ اور کسی بھی واجب الاطاعت خلیفہ کے تقرر سے انکار کر دیا۔ مولوی محمد علی اگر اپنی جماعت میں ایسا واجب الاطاعت خلیفہ مقرر کرتے جیسا کہ خود مولوی نورالدین رضؓ کو مانا تھا تو اس وقت یہ سوال پیدا ہوتا کہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے منتخب کردہ خلیفہ میں سے کس کے عقائد درست ہیں۔ لیکن جب بعد وفات مولانا نورالدینؓ آپ سرے سے تقرر خلیفہ بحیثیت مولانا نورالدین ضروری نہیں سمجھتے۔ تو پھر حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے صحیح یا غلط عقائد کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔

مولوی محمد علی کا دوسرا افسوسناک فعل یہ ہے کہ انہوں نے مسئلہ نبوت کے نزاع میں جماعت قادیانی کی پوزیشن کو کبھی صحیح رنگ میں پیش نہیں کیا۔ شریعت لانے والی بعثت بالاتفاق فریقین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم۔ شریعت نہ لانے والی مگر براہ راست عطا ہونے والی بعثت جیسا کہ بنی اسرائیل میں بکثرت ایسے نبی مبعوث ہوتے رہے۔ بالاتفاق فریقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم۔ ایک تیسری بعثت ہے جو متنازعہ فیہ ہے جو صرف متبعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف اس تیسری بعثت کا دعویٰ کیا ہے۔ اوائل میں اس مقام کو علماء ظاہر کی طرح از قسم غیر نبوت بیان کرتے رہے۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی سے اس مقام کو از قسم نبوت قرار دیا۔ مقام اور درجہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ صرف تعریف نبوت میں تبدیلی کی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درجہ میں کبھی تجاوز نہیں کیا۔ مولوی محمد علی اور ان کے ہمخیال لوگوں کا دیانتداری کا تقاضا یہ تھا کہ مسئلہ نبوت پر اعتراض کرتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحیح پوزیشن پیش کرتے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ تیسرا مقام از قسم نبوت نہیں۔ مگر

273

اعلانات نکاح

(۱) مورخہ ۲۸-اپریل ۱۹۴۴ء کو میرے لڑکے محمد بشیر خان کا نکاح مسماۃ رشیدہ خاتون صاحبہ - بنت شیخ مولا بخش صاحب مرحوم آف لاہور کے ساتھ بعوض مبلغ سات سو روپیہ مہر پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھا - احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ یہ تعلق جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

خاکسار (خان بہادر) غلام محمد لداخ ہاؤس قادیان

(۲) میاں عبد القیوم صاحب ولد میاں محمد اسمٰعیل وڈھاون جنیوٹ والے کا نکاح رضیہ بیگم صاحبہ دختر خان بہادر غلام محمد آف گلگت کے ساتھ پانچصد روپیہ مہر پر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۷ اپریل بروز جمعرات بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھایا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے + خاکسار محمد صادق عرف حاجی خدا بخش مولا بخش صاحبان سوداگران چرم نصیر آباد (راجپوتانہ)

(۳) ۲۴ اپریل ۱۹۴۴ء بعد نماز عصر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے میری لڑکی ڈاکٹر امۃ السعید چودھری کا نکاح بعوض مبلغ دس ہزار روپیہ مہر خان محمد خان صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر کے ساتھ پڑھایا - احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے

نیازمند - چودھری شریف احمد عفی عنہ ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر دارالرحمت قادیان -

وصیّت

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں - اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے - سیکرٹری مقبرہ بہشتی

نمبر ۶۳۳۲ منکہ عالم دین ولد فتح دین صاحب قوم ککے زئی پیشہ درزی عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن منڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{44}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائیداد حسب ذیل ہے پانچصد روپیہ نقد میرے پاس ہے اور ۵ مرلے زمین سکنی میں ایک مکان کچا پکا بنا ہوا ہے۔ واقعہ محلہ دارالرحمت متصل مکان نہر دین مرحوم راولی قیمتی ایک ہزار روپیہ میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اس کے علاوہ میری ماہوار آمد قریباً سات روپیہ ہے - میں اس کا بھی دسواں حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا - میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- عالم دین ٹیلر ماسٹر موصی -

گواہ شد :- محمد فخر الدین بیرون کابلی گیٹ نزد انڈسٹریل سکول گجرات

گواہ شد (حکیم) رحمت اللہ - دواخانہ شفاء قادیان -

سیالکوٹ۔ ۳۰ اپریل۔ مسلم لیگ کی سبجیکٹس کمیٹی نے تین قراردادیں منظور کی ہیں۔ ایک میں ملک خضر حیات صاحب کے اس رویہ کی مذمت کی گئی ہے۔ کہ آپ نے مسٹر جناح کی پیشکردہ باتیں لیگ کونسل کے سامنے پیش کئے بغیر رد کر دیں۔ دوسری میں پنجاب اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے ہر ممبر کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس بات کا اعلان کرے۔ کہ وہ مسٹر جناح کی رائے کا موید ہے۔ تیسری میں سردار شوکت حیات خان صاحب کی برطرفی پر پروٹسٹ کیا گیا ہے۔

دہلی۔ ۳۰ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کل برما کے محاذ پر کوئی خاص سرگرمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ معمولی گشتی سرگرمیاں جاری رہیں۔ کوہیما کی بیرونی بستیوں میں دشمن کے سپاہیوں کا صفایا کیا جا رہا ہے۔ امپھل کے علاقہ میں ہم نے ایک ایسی چوکی پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں سے بشن پور جانے والا راستہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ دشمن نے دو جوابی حملے کئے۔ مگر دونوں پسپا کر دیئے گئے۔ پالیل کے پاس دشمن نے ایک گشتی دستے کو گھیرنے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اراکان کے محاذ پر دشمن نے کئی حملے کئے۔ مگر سب روک لئے گئے۔ اتحادی طیاروں نے ہے ہو کے ہوائی میدان نیز دشمن کے بعض اور ٹھکانوں اور رسد اور کمک کے رستوں پر کامیاب حملے کئے۔

لنڈن۔ ۳۰ اپریل۔ اٹلی میں اتحادی طیاروں نے جنیوا کی بندرگاہ پر سخت حملہ کیا۔ نیز ریلوں اور رسد و کمک کے رستوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ اتحادی گشتی دستے مصروف رہے۔ دشمن کے بعض چھوٹے چھوٹے دستوں نے ہمارے مورچوں میں گھسنا چاہا۔ مگر انہیں پیچھے دھکیل دیا گیا۔

بمبئی۔ ۳۰ اپریل۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ گاندھی جی حالت بوجہ اصلاح ہے۔ اب اگر ضرورت ہوئی۔ تو ان کی صحت کے متعلق اور بلیٹن جاری ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ ڈاکٹر بی سی رائے

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

پونا سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے گاندھی جی کو دیکھنے کی اجازت مانگی جو دے دی گئی۔

نئی دہلی۔ ۳۰ اپریل۔ گورنر بنگال نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ بنگال میں خوراک کا مسئلہ نہ صرف جنگ کے دوران میں اہمیت بلکہ اس کے ایک سال بعد بھی تشویش کا موجب رہیگا۔ اور ہمیں اس بات پر شبہ ہے کہ برما پر دوبارہ قبضہ سے حالات بہتر ہو جائیں گے۔ آپ نے مزید کہا کہ بنگال کو جاپانیوں سے کوئی خطرہ نہیں۔

کیپ ٹاؤن۔ ۳۰ اپریل۔ جنوبی افریقہ کی اسمبلی میں ٹرانسپورٹ وزیر نے ایک سوال کے جواب میں اعلان کیا۔ کہ قواعد کے مطابق ہندوستانیوں کو اس ریلوے ڈبہ میں سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ جس میں یورپین سفر کر رہے ہوں۔ اور نہ ہی وہ ایک ہی ڈائننگ کار میں بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔

لاہور۔ ۳۰ اپریل۔ ایک مقامی کالج کے پروفیسر کیمسٹری کاشی رام سچدیو نے خودکشی کر لی ہے۔

چنکنگ۔ ۳۰ اپریل۔ ایک چینی فوجی ترجمان نے بیان کیا۔ کہ جاپانیوں نے ۲۲ اپریل کو شمالی ہونان میں شہر چنگچو پر۔ جو اہم ریلوے جنکشن ہے۔ قبضہ کر لیا ہے اس شہر پر قبضہ ساری پیکنگ ہانکو ریلوے کے لئے خطرہ ہے۔

سیالکوٹ۔ ۳۰ اپریل۔ سردار عبدالرب نشتر وزیر مالیات صوبہ سرحد و صدر منتخب مسلم لیگ کانفرنس نے تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کو تلقین کی۔ کہ وہ مسلم لیگ کے علاوہ کسی سیاسی انجمن میں شرکت نہ کریں۔ سردار صاحب نے کہا۔ کانفرنس کے سامنے تین مسائل ہیں پاکستان۔ فلسطین اور وزارت پنجاب جہاں تک وزارت پنجاب کا تعلق ہے۔ اسے مسٹر جناح پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

لاہور۔ ۳۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ۵۰ مسلم ممبروں نے ملک خضر حیات خان کو لکھ کر دیدیا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔ اور کہ وہ اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی میں کسی حالت میں بھی شامل نہیں ہونا چاہتے۔

سٹاک ہالم۔ ۳۰ اپریل۔ کوپن ہیگن کی اطلاع ہے کہ چند روز پیشتر برطانوی پیراشوٹ بھاری تعداد میں ڈنمارک میں اتارے گئے۔

لاہور۔ ۳۰ اپریل۔ پنجاب گورنمنٹ کے تازہ گزٹ میں جنگ سے پہلے کے اخراجات اور موجودہ اخراجات کے متعلق ایک دلچسپ انڈیکس دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق دسمبر ۱۹۳۵ء میں لدھیانہ۔ رہتک۔ لاہور اور ملتان میں جس معیار زندگی کا خرچ سو روپیہ ماہوار تھا۔ اب اس معیار زندگی کا خرچ سیالکوٹ میں ۳۶۴۔ لدھیانہ میں ۳۸۲ رہتک میں ۳۵۲۔ لاہور میں ۳۶۸ اور ملتان میں ۳۷۴ روپے ماہوار ہے۔

زیورچ۔ ۳۰ اپریل۔ جرمن ہائی کمان کو خدشہ ہے کہ بلقان میں اتحادیوں کا حملہ فی الفور شروع ہونے والا ہے۔ مشرق قریب میں برطانوی اور امریکی فوجیں بھاری تعداد میں دیکھی گئی ہیں۔ اور بحیرہ روم کا برطانوی بیڑا یونان کے ساحل کے ساتھ نقل و حرکت کر رہا ہے۔

بیروت۔ ۳۰ اپریل۔ کل گورنمنٹ ہاؤس بیروت کے سامنے گولیاں چلائی گئیں۔ کئی اشخاص ہلاک اور شدید مجروح ہوئے۔ یہ واقعہ اسوقت ہوا۔ جب نئے منتخب شدہ ممبر پارلیمنٹ کی طرف آئے۔ اور لوگ ان کا خیر مقدم کرنے کے لئے بازاروں میں جمع ہو گئے۔ لبنان کے نئے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جن غداروں نے لبنان کی آزادی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو سخت سزا دی جائے گی۔

لاہور۔ ۳۰ اپریل۔ سردار شوکت حیات سابق وزیر پبلک ورکس کا پورٹ فولیو مسٹر چھوٹو رام۔ میاں عبدالحی اور سردار بلدیو سنگھ میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

الہ آباد۔ ۳۰ اپریل۔ کل صبح ایک مجسٹریٹ کی سرکردگی میں، سی۔ آئی۔ ڈی اور پولیس افسران نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے دفتر پر چھاپہ مارا۔ تلاشی کے بعد دفتر کو سر بمہر کر دیا۔

لنڈن۔ ۳۰ اپریل۔ تازہ ترین اطلاعات اور اخباری قیاس آرائیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شاید صدر روزویلٹ دوبارہ انتخاب میں کھڑے نہ ہوں۔

دہلی یکم مئی۔ ہندوستانی بحری بیڑے کے ایک ترجمان نے بیان کیا کہ ہمارے جہاز اور جہازی برما کے سمندروں میں دندناتے پھرتے ہیں۔ اور دشمن سے انہیں خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔

لنڈن یکم مئی۔ روس اور چیکوسلواکیہ کی حکومتوں میں ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ جونہی روس کی افواج چیکوسلواکیہ کی حدود میں داخل ہوں گی اس پر عمل شروع ہو جائے گا۔ روسی مورچہ سے کسی بڑی لڑائی کی خبر نہیں آئی۔ لیکاٹ کے علاقہ میں ایک ریلوے سٹیشن پر روسی طیاروں نے حملہ کیا اور فوجیوں سے بھری ہوئی گاڑیوں میں آگ لگا دی۔

لنڈن یکم مئی۔ آج تمام روس میں یوم مئی منایا جا رہا ہے۔ اس موقع پر مارشل سٹالین نے جو پیغام دیا اس میں برطانیہ اور امریکہ کی بہت تعریف کی ہے۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے روسی فوجوں کو اس کامیابی میں بہت مدد دی ہے۔ اور اٹلی میں نیا محاذ جنگ قائم کر کے بہت سی جرمن افواج کو روس سے واپس جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ یوم مئی کے سلسلہ میں لنڈن میں مزدوروں کی بہت بڑی ریلی ہوئی۔

دہلی یکم مئی۔ انڈین الیکٹریکل اور مکینیکل کور کی پہلی سالگرہ پر ہندوستان کے کمانڈر انچیف نے اپنے پیغام میں کور کے کام کی بہت تعریف کی۔ اور امید ظاہر کی۔ کہ آئندہ سال کا کام اس سے بھی زیادہ شاندار ہوگا۔

لنڈن یکم مئی۔ یورپ میں دشمن کے ٹھکانوں پر اتحادی طیاروں کے حملے بدستور جاری ہیں۔ کل ۲½ سو امریکن بمباروں نے بہت سے فائٹروں کے ساتھ ہوائی میدانوں اور ریلوے یارڈوں کو نشانہ بنایا۔

لنڈن یکم مئی۔ آج امریکن طیاروں نے نیو گنی کے مغربی کنارے کی جاپانی چھاؤنیوں پر بڑے زور کے حملے کئے۔ ٹرک کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ پوناپے کے جزیرہ پر بھی بمباری کی گئی۔